15

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

جو کچھ رسول تمہیں دیں اس کو قبول کرلو اور جس سے روکیں اُس سے باز رہو

البدائع المفیدۃ
فی حکم الصنائع الجدیدۃ

یعنی

آلاتِ جدیدہ

کے

شرعی احکام

مؤلفہ

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدیر دارالعلوم کراچی

رکن مجلس تعلیمات اسلام دستور ساز اسمبلی پاکستان، کراچی

جس میں لاؤڈ اسپیکر، ریڈیو پر تلاوت، فلم، ٹاکی، بائیسکوپ سینما، گراموفون، فوٹو، ہوائی جہاز، ریڈیو، ٹیلیفون، تار وغیرہ آلات جدیدہ کے ذریعہ رویت ہلال کی خبروں کے رد و سرے آلات جدیدہ کے مفصل و مدلل احکام مذکور ہیں

ناشر

دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ بندر روڈ کراچی ۱

قیمت ایک روپیہ چار آنہ

مجلس تحقیق ترک نماز کراچی نمبر ۱ پاکستان

کہ "فوٹو عبادت کے کام میں نہیں آتے اور نہ آئندہ آسکتے ہیں" تو زیادہ سے زیادہ اس سے یہ معلوم ہوا کہ فوٹو کی تصویر مبادی شرک میں سے (جو حرمت تصویر کے اسباب میں سے ایک سبب ہے) نہیں۔ مگر جب کسی چیز کی حرمت چند اسباب پر مبنی ہو تو ان میں سے کسی ایک سبب کا منعدم ہوجانا اس چیز کو حلال نہیں کردیتا۔ مثلاً ایک مجرم پر چند جرم عائد کئے گئے ہوں چوری، ڈاکہ، زنا، قتل عمد، توہین عدالت وغیرہ وغیرہ۔ اگر صفائی کے گواہ اسکو قتل عمد سے بری ثابت کردیں تو فقط اتنی بات سے وہ بالکل آزاد نہیں کردیا جاتا بلکہ دوسرے جرموں کی سزائیں اس پر قائم کی جاتی ہیں۔ تصویر کا استعمال بھی جیسا کہ احقر کے رسالہ التصویر لاحکام التصویر میں مذکور ہے بہت سے جرائم کو اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے۔ مبادی شرک میں سے ہونا مشابہت کفار کا لازم آنا ملائکہ رحمت کو آنے سے روک دینا وغیرہ۔ اب اگر فرض کرلیا جاوے کہ فوٹو کی تصویر میں حرمت کا ایک سبب یعنی مبادی شرک میں سے ہونا موجود نہیں تو اس سے کہاں لازم آیا کہ یہ تصویر بالکل حرمت سے آزاد ہوجائے کیا استعمال تصویر کے دوسرے اسباب جو فوٹو کی تصویر میں قطعاً موجود ہیں مثلاً مشابہت کفار اور ملائکہ رحمت کا بغض اسکی ممانعت کیلئے پھر بھی کافی نہیں۔ ہاں اس تقریر پر زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ عذاب میں اتنی تخفیف ہوجائے کہ اسکو وہ عذاب نہ ہو جو عبادت کی تصاویر رکھنے والے کو ہوگا۔ اور یہ سب اس فرض پر مبنی ہے کہ فوٹو کی تصویر کو ذریعہ بت پرستی ٹھہرایا جاوے حالانکہ اسکی کوئی وجہ نہیں۔ ۳

دوسری دلیل۔ یہ ہے کہ فوٹوگرافی درحقیقت عکاسی ہے جس طرح آئینہ پانی اور دیگر شفاف چیزوں پر صورت کا عکس اتر آتا ہے اور اسکو کوئی گناہ نہیں سمجھتا۔ اسی طرح فوٹو کے شیشہ پر مقابل کا عکس اتر آتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ آئینہ وغیرہ کا عکس پائدار نہیں رہتا اور فوٹو کا عکس مسالہ لگاکر قائم کرلیا جاتا ہے۔ ورنہ فوٹوگرافی اعضاء کی تخلیق و تکوین نہیں کرتا

جواب۔ اس دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ ان حضرات نے فوٹو کی تصویر کو آئینہ پانی وغیرہ کے عکس پر قیاس کیا ہے یعنی جس طرح آئینہ کے عکس میں حرمت کی کوئی وجہ نہیں ایسے ہی فوٹو کی تصویر بھی ایک عکس ہے پھر اسکو کیوں حرام کیا جائے۔ لیکن اگر غور سے کام لیا جائے تو واضح ہوجائیگا کہ یہ قیاس اصول قیاس کے قطعاً خلاف ہے، اور ایک عالم کی شان اس سے بہت بلند ہونی چاہئے کہ وہ ایسے ظاہر الفرق چیزوں میں فرق نہ کرے اور ایک پر دوسرے کا حکم نافذ کردے۔ فوٹو کی تصویر اور آئینہ وغیرہ کے عکس میں چند نمایاں فرق ہیں جنکی تفصیل سے یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ فوٹو کی تصویر آئینہ وغیرہ کے عکس کی طرح نہیں ہے۔ فرق تو ایسے ہیں جنکو خود حضرات بھی تسلیم کرتے ہیں۔ ان حضرات نے فرق بیان کرتے ہیں "فرق صرف یہ ہے کہ آئینہ وغیرہ کا عکس قائم اور پائدار نہیں رہتا اور فوٹو کا عکس مسالہ لگاکر قائم کرلیا جاتا ہے" ان حضرات نے فرق کو تو سمجھا مگر اسکو کافی نہیں سمجھا اور کہتے ہیں کہ اس فرق کو ملحوظ رکھکر نظر انداز کرنا چاہئے حالانکہ یہی فرق تصویر اور عکس میں مابہ الامتیاز ہے۔ عکس کو جو وقت تک ہے مسالہ لگاکر پائدار نہ کرلیا جائے اسوقت تک وہ عکس ہے اور جب اسکو مسالہ کے ذریعہ سے پائدار اور قائم کرلیا جائے وہ عکس نہیں رہتا بلکہ حدود سے نکلکر تصویر بنجاتا ہے کیونکہ عکس صاحب عکس کا ایک عرض ہے جو اس سے علیحدہ نہیں ہوسکتا یہی وجہ ہے کہ آئینہ پانی وغیرہ میں جب تک کہ ذی عکس ان کے مقابل رہتا ہے اسوقت تک عکس باقی رہتا ہے اور جب وہ ان محاذات سے

ہٹ جائے تو عکس بھی اسکی ساتھ چل دیتا ہے دھوپ میں آدمی کھڑا ہوتا ہے اور اُسکا عکس زمین پر پڑتا ہے مگر اُسکا وجود آدمی کے تابع ہوتا ہے جس طرف یہ چلتا ہے عکس بھی اُسکے ساتھ چلتا ہے زمین سے کسی خاص حصہ پر اُسکا قائم اور برقرار ہونا اُسوقت تک ممکن نہیں جبتک کسی مسالہ یا نقش اور رنگ کے ذریعہ سے اسکی تصویر نہ کھینچ لی جائے۔

حاصل یہ ہے کہ عکس جبتک کہ مسالہ وغیرہ کے ذریعہ سے پائدار نہ کرلیا جائے اُسوقت تک وہ عکس ہے اور جب اُسکو کسی طریقہ سے قائم و پائدار کرلیا جائے تو وہی تصویر بنجاتا ہے۔ اور عکس جبتک عکس ہے، نہ شرعاً اُس میں کوئی حرمت ہے اور نہ کسی قسم کی کراہت خواہ وہ آئینہ پانی یا کسی اور شفاف چیز پر ہو یا فوٹو کے شیشہ پر ہو اور جب وہ اپنی حد سے گذر کر تصویر کی صورت اختیار کریگا خواہ وہ مسالہ کے ذریعہ سے ہو یا خطوط و نقوش کے ذریعہ سے اور خواہ یہ فوٹو کے شیشہ پر ہو یا آئینہ وغیرہ شفاف چیزوں پر اُسکے سارے احکام وہی ہونگے جو تصویر کے متعلق ہیں۔ غرض مسالہ لگاکر پائدار کرنے سے پہلے پہلے صورت کا عکس فوٹو کے شیشہ پر بھی ایسا ہی حلال اور جائز ہے جیسے آئینہ پانی وغیرہ میں اور مسالہ لگاکر آئینہ وغیرہ شفاف چیزوں پر بھی عکس کا پائدار کرلینا ایسا ہی حرام و ناجائز ہے جیسا کہ فوٹو کے آئینہ پر۔ آج اگر کوئی مسالہ ایسا ایجاد کیا جائے کہ جب اُسکو آئینہ پر لگایا جائے تو اُسکے مقابل صورت آسمیں قائم ہوجائے یا کوئی شخص اُسی صورت کو قلم وغیرہ سے آئینہ پر نقش کردے تو یقیناً اُس آئینہ کی صورت کا وہی حکم ہوگا جو تمام تصاویر کا ہے۔ ۴

ایک شبہ کا ازالہ ان حضرات نے فرمایا ہے کہ "فوٹو گرافر اعضاء کی تخلیق و تکوین نہیں کرتا" لیکن معلوم ہونا چاہئے کہ اعضاء کی تخلیق و تکوین کے کیا معنی ہیں۔ کیا صرف یہی کہ تصویر کے ایک ایک عضو کو بغیر کسی آلہ اور واسطہ کے اپنے ہاتھ سے بنایا جائے یا کسی آلہ کے ذریعہ سے بنانا بھی تخلیق و تکوین میں داخل ہے۔ اگر تخلیق اسی کا نام ہے کہ کوئی آلہ درمیان میں نہ ہو تو وہ شخص بھی اعضاء کی تخلیق نہیں کرتا جو کسی مشین کے ذریعہ سے لوہے تانبے یا کسی اور دھات کے مجسمے یا بت بناتا ہے۔ اسی طرح وہ شخص بھی تخلیق اعضاء کا مجرم نہیں ہوسکتا جو سانچے میں ہوئیں اور مجسمات ڈھالتا ہے بلکہ اُس شخص پر بھی یہ جرم عائد نہیں ہوسکتا جو قلم سے تصویر بناتا ہے کیونکہ وہ بھی بلا واسطہ تخلیق اعضاء نہیں کرتا قلم درمیان میں حائل ہے۔ اور اسوقت اس قاعدہ کی بنا پر فقط فوٹو گرافی جائز نہیں ہوتی بلکہ بہت سی تصویروں اور مجسمات بلکہ تمام تصویروں کا بنانا بھی حلال طیب ہوجاتا ہے جسکی بداہت محتاج بیان نہیں اور خود ان حضرات کو مسلم ہے۔ اور اگر کسی آلہ اور کسی واسطہ کے ذریعہ سے تصویر بنانا بھی تخلیق اعضاء کے حکم میں داخل ہے۔ تو جس طرح مشینوں اور سانچوں میں مجسمات ڈھالنا قلم سے تصویر بنانا تخلیق اعضاء ہے اسی طرح مسالہ کے ذریعہ فوٹو کے عکس کو پائدار کرنا بھی تخلیق کے حکم میں ہے۔ اور جب مشینوں سانچوں میں مجسمات ڈھالنا قلم سے تصویر بنانا حرام ہیں تو فوٹو کے عکس کو مسالہ لگاکر پائدار کرنا کیوں حرام نہ ہوگا۔ اور اگر تسلیم ہی کرلیا جائے کہ فوٹو گرافر اعضاء کی تخلیق و تکوین نہیں کرتا تو زیادہ سے زیادہ اس سے یہ ثابت ہوگا کہ فوٹو گرافی میں تشبہ بالخالق (جو تصویر کشی کی حرمت کے اسباب میں سے ایک سبب ہے) لازم نہیں آتا۔ لیکن ابتدائے تحریر میں گذر چکا ہے کہ تصویر کشی کی حرمت فقط اسی ایک سبب پر مبنی

نہیں بلکہ اُس کے دو سبب اور بھی ہیں یعنی تصویر کا مبادی شرک میں سے ہونا اور مشابہت کفار کا لازم آنا اور یہ دونوں سبب حرمت فوٹو گرافی میں بے شبہ موجود ہیں اور میں عرض کر چکا ہوں کہ جبتک اسباب حرمت میں سے ایک سبب بھی کسی تصویر میں موجود ہوگا اُس وقت تک یہ تصویر جائز نہیں ہو سکتی۔ اسلئے تخلیق و تکوین نہ کرنے پر بھی فوٹو گرافی جائز نہ ہونی چاہیے۔

تیسری دلیل۔ ان حضرات نے یہ بیان کی ہے۔ "موجودہ دنیائے اسلام کے تمام روشن خیال علماء کی (بشرطیکہ روشن خیالی منصب فتاء کے خلاف نہ ہو) رائے یہ معلوم ہوتی ہے کہ فوٹو گرافی مصوری نہیں ہے اور نہ فوٹو پر تصویر کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ مصر و مراکش ایران و قسطنطنیہ کے تمام اکابر ارباب عمائم ہم کو کاغذی پیراہنوں میں ہندوستان میں چلتے پھرتے نظر آتے ہیں"۔

جواب۔ تعجب ہے کہ وہ روشن خیال علماء جو ائمہ مجتہدین اور سلف صالحین کی تنقید کرنے اور ان کو اپنے قلم کا نشانہ بنانے میں متقدمین اسلام کا اتباع ایک تاریک پہلو نظر آتا ہے اور جو جمہور فقہاء و مجتہدین کے جن میں بہت سے صحابہ بھی داخل ہیں اسلام کی بھی پروا نہ کرتا ہو۔ وہی ہے جو اسوقت اپنے تھوڑے معاصرین کے فتووں پر مسلمانوں کیلئے ایک حرام کو حلال کرنا چاہتا ہے۔

آہ کیا افسوس کے قابل نہیں کہ جب اپنی خیال کے موافق نہ ہو تو حضرت علی اور ابن عباسؓ کی بھی شنوائی نہ ہو اور جب موافق ہو تو چند معاصرین کے فتوے قابل استدلال سمجھے جائیں۔ خصوصاً جبکہ ہزار ہا علماء کے فتوے انکے خلاف بھی موجود ہوں بقول اکبر ؎ دل کو بھاجائے تو اکبر کی خرافات اچھی۔ پھر معلوم نہیں کہ روشن خیالی اور تاریک خیالی کا معیار ان حضرات کے نزدیک کیا ہے جسکی وجہ سے اُن ہزاروں علماء ہندوستان و غیر ہندوستان کو روشن خیالی سے دور ہونیکی اجازت نہیں دی جاتی۔ کیا تصور صرف اتنا ہے کہ وہ احکام شرعیہ میں جسارت و دلیری و دوام لیکر دین کو اپنی خواہشات کا تابع نہیں بناتے اور متقدمین اسلام کو اپنے سے زیادہ اعلم بالقرآن والحدیث سمجھکر انکی رائے کو اپنی رائے سے مقدم سمجھتے ہیں اور اگر یہی وقیع وہ اسی جرم کی سزا میں روشن خیالی سے محروم ہیں تو یہ محرومی ان کیلئے باعث فخر ہے۔ ایسی روشن خیالی پر جسکی تاریک خیالی پر ایسی ہزاروں روشن خیالیاں قربان کی جا سکتی ہیں ؎ اگر گناہ کبیرہ ہا بخشند گبر و مسلماں بجرم ما بخشند۔ اس کے بعد مجھے آپ ہی کا کلام ہے کہ جن علماء کو انکی آزاد خیالی کی وجہ سے وہ بھی سب کے سب اس مسئلہ میں آپکے ہم نوا ہیں کہ فوٹو اور فوٹو گرافی کو داخل تصویر نہیں ہونے کی بلکہ ان کو تو اس روشن خیالی پر حیرت ہے کہ بس ایک عرصہ دراز تک فوٹو کو فضول و لغو سمجھتے رہے۔ اب یہ معلوم ہوا کہ فوٹو کو تصویر سمجھنا بھی ایک تاریک خیالی تھی۔ اب ہم آپکے ان روشن خیال علماء کے اسماء گرامی کو بطور یاد دہانی کے ذکر کرتے ہیں تاکہ آپ اپنے خیالات کا اب بھی ایک بار جائزہ لے لیں کہ ایک طرف تو صاف صاف نصوص کا اعتراف کرتے ہیں ہم آپکی مسرت کیساتھ جناب ان الکلام آزاد کو مرحبا کہتے ہیں (دوسرے الفاظ) جب ہم آپکو دیکھتے ہیں کہ آپ ایک عرصہ دراز تک اپنے ہم خیال علماء کی اس رائے (کہ فوٹو تصویر نہیں ہے) سے متفق تھے اور اب آپ نے اس رائے کو ترک کر دیا ہے تو ہم آپکو مبارکباد دیتے ہیں کہ آپ نے ایک عرصہ دراز تک فوٹو کو تصویر سمجھنا ترک کر دیا ہے اب آپ سے ہماری درخواست ہے کہ آپ اپنی خیال سے رجوع کر لیجئے پس جب آپ سے ہم نے آپکا تذکرہ کیا تھا تو آپ نے صاف انکار کر دیا اور انکے خط کے جواب میں یہ الفاظ لکھے

Marfat.com

"تصویر کا کھنچوانا" رکھنا" شائع کرنا سب ناجائز ہے۔ یہ میری سخت غلطی تھی کہ تصویر کھنچوائی اور "الہلال" کو با تصویر نکالا تھا
میں اب اس غلطی سے تائب ہو چکا ہوں۔ میری پچھلی لغزشوں کو چھپانا چاہئے نہ کہ از سر نو اُن کی تشہیر کرنی چاہئے"!

آپ سے فوٹو کھنچوانے کی درخواست کی گئی تھی جسکے جواب میں اُنھوں نے فوٹو کو تصویر میں داخل سمجھکر جیسا کہ وہ واقع میں داخل ہے، لکھا کہ "تصویر کھنچوانا" شائع کرنا" رکھنا سب ناجائز ہے"! جناب مولانا ابوالکلام تو نئی اصطلاح میں تاریک خیال نہیں یہ تو اُنھیں حضرات میں سے ہیں جن کے فوٹو کو آپ حضرات کے نزدیک فوٹو کے جواز کا فتویٰ کہا جاتا ہے۔

خداوند عالم مولانا کو جزائے خیر عطا فرمائے اور دوسرے مسلمانوں کو بھی اسکی توفیق دے آمین۔

میری اتنی گذارش سے انشاء اللہ تعالیٰ واضح ہو گیا کہ جن وجوہ کی بنا پر فوٹو اور فوٹو گرافی کو حلال اور جائز سمجھ لیا سکتا تھا اُن میں سے ایک بھی قابلِ استدلال نہیں۔ اور اس ضعیف بنیاد پر ایک حرام صریح کو حلال کر دینا اتنی بڑی جسارت اور دلیری ہے کہ کسی خدا ترس مسلمان سے ممکن نہیں بلکہ بلاشبہ اُسی مضمون کی نظیر ہے جو بحوالہ حدیث اُوپر ذکر ہو چکا ہے کہ اِس اُمت کے کچھ لوگ نام بدل کر شراب پئیں گے بلاشبہ یہ بھی اُسی طرح تصویر کا نام بدلکر اُسکو حلال کرنا ہے۔

حق تعالیٰ مسلمانوں کو اس بلائے عظیم سے بچائے۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

کتبہ احقر محمد شفیع غفرلہ۔ خادم دارالعلوم دیوبند۔ شعبان ۱۳۳۵ھ

اباحۃ التعطیف لثمرات الصنعۃ والتصنیف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد

(از مولوی محمد ادریس صاحب نگرامی رفیق دارالمصنفین اعظمگڈھ)

سوال مصنفین اپنی کتابوں کو رجسٹرڈ کراتے ہیں تاکہ کوئی دوسرا ان کتابوں کو شائع نہ کر سکے۔ شرعاً یہ رجسٹری جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ (۱) اپنی کسی تصنیف یا ایجاد کو رجسٹرڈ کرا کر دوسروں کو اُسکی اشاعت یا صنعت سے روکنا جائز نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ کسی شخص کو کسی مباح تصرف سے روکنے کی دو وجہ ہو سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ اُسکا یہ تصرف کسی غیر کی ملک میں بلا اُسکی اجازت کے ہو۔ دوسرے یہ کہ اس تصرف سے کسی شخص یا جماعت کا ضرر ہوتا ہو اور مسئلۂ زیر بحث میں دونوں وجہ مفقود ہیں۔ اول تو اسلئے کہ تصنیف کو شائع کرنے والا یا ایجاد کو بنانے والا مصنف یا موجد کی کسی ملک میں تصرف نہیں کرتا۔ بلکہ کتابت خود کراتا ہے کاغذ خود مہیا کرتا ہے طباعت وغیرہ کی اُجرت خود دیتا ہے۔ اور نقل کرنے کے لئے جو کتاب لیتا ہے وہ بھی خرید کر یا کسی دوسرے مباح طریقہ سے۔ رہا حق تصنیف سو نہ وہ کوئی مال ہے نہ ملکیت کی صلاحیت رکھتا ہے۔

البتہ موجودہ دورِ حکومت نے جس طرح اور بہت سی ناحق چیزوں کا نام حق رکھدیا ہے اسی میں یہ حق تصنیف وایجاد بھی داخل ہے اور وجہ ثانی اسلئے مفقود ہے کہ تصنیف کا شائع کرنے والا مصنف کو یا کسی دوسرے شخص کو شائع کرنے سے نہیں روکتا جو موجب ضرر ہو۔ البتہ دوسری جگہ شائع ہوجانے سے مصنف یا موجد کی گراں فروشی کے غلو کا انسداد ہوتا ہے کہ اُس کی من مانی منفعت پر لوگ مجبور نہیں ہوسکتے سو اول تو یہ ضرر نہیں عدم النفع بلکہ تقلیل النفع ہے اور ضرر اور عدم نفع میں فرق ظاہر ہے مبسوط شمس الائمہ کتاب السیر والجہاد میں اس کی تصریح ہے اور حکم مذکور ہے کہ کسی دوسرے کے ضرر کا سبب بننا جائز نہیں لیکن اگر ہمارے اپنے کسی کام سے کسی دوسرے کے نفع میں فرق پڑتا ہو اس کی اجازت ہے۔ اگر بازار میں ایک چیز کی متعدد دکانیں ہوجانے سے کسی کا نفع کم ہوجاوے یا بالکل نہ رہے تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ دوسرے دکانداروں نے اسکو ضرر پہنچایا۔ لہذا دوسروں پر حجر و ممانعت کی کوئی شرعی یا عقلی وجہ نہیں ہے۔

علاوہ ازیں مصنف اور موجد کا یہ قصد کہ دوسرے اُسکو نہ چھاپیں اور نہ بنائیں صرف اسی لئے ہوسکتا ہے کہ معتاد نفع جو عام تاجر رکھتے ہیں اُس سے زائد نفع مقرر کرسکے یا کم از کم یہ کہ اس چیز کی بیع وشراء کا پورا نفع صرف اسی کو ملے دوسرے لوگ اس جائز نفع سے محروم رہیں۔ سو یہ خود عامۃ الناس کا ضرر اور بجائے دوسروں پر ممانعت عائد ہونیکے اس پر ممانعت کا موجب ہے کیونکہ جس شخصی نفع سے عامۃ الناس کا ضرر ہو شریعت اس نفع کی اجازت نہیں دیتی احادیث صحیحہ میں اسکی بہت سی نظائر موجود ہیں مثلاً صحیحین میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ (نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان تتلقى الركبان وان يبيع حاضر لباد) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ غلہ وغیرہ کو شہر میں آنے سے پہلے دیہات و مزارع پر جاکر خرید لیا جاوے یا کوئی شہر والا گاؤں والوں کا دلال بنکر اُنکا مال فروخت کرے۔ کیونکہ اس صورت میں غلہ ایک شخص یا چند اشخاص کے قبضہ میں آجاتا ہے اور جو نرخ وہ رکھنا چاہیں عامہ کو اُسکی پابندی ناگزیر ہوجاتی ہے اور خود گاؤں والا شہر میں لاکر حسب طاقت اندازہ فروخت کرتا وہ ارزانی بند ہوجاتی ہے جس سے عامۃ ضرر لازم آتا ہے اسیطرح دیہات کے لوگ جلد سے جلد اپنا مال فروخت کرکے اپنے گھروں کو واپس ہونیکی فکر میں عموماً مال کو ارزاں فروخت کرجاتے ہیں۔ اگر کوئی شہر والا اُنکا دلال بنجائے جیسے آجکل عموماً آڑت کا کاروبار جاری ہے تو دیہات کے لوگ بھی اپنا مال گراں فروخت کرینگے جو ضرر عامہ کو مستلزم ہے اسلئے حدیث مذکور میں اسکی بھی ممانعت فرمادی گئی۔ اسیطرح احتکار غلہ کی ممانعت احادیث صحیحہ میں وارد ہے یعنی غلہ کو خرید کر بند کردیا جاوے کہ گرانی کے وقت فروخت کرینگے یہ بھی بوجہ ضرر عامہ کے جائز نہیں۔ حالانکہ یہ تمام تصرفات اپنی ملک میں ہیں اسکے باوجود بھی شریعت نے اسکا کسی کو اختیار نہیں دیا۔ پھر ایسی چیز جس سے اسکو ملکیت کا بھی تعلق نہ ہو اور وہ سبب ہو ضرر عامہ کا اُسکا کس طرح تحمل کیا جاسکتا ہے اور کس طرح جائز سمجھا جاسکتا ہے جیسے تصنیف وایجاد کی حیثیت میں ہے کہ دوسرا شخص اپنی ملک میں تصرف کرنا چاہتا ہے مصنف و موجد مانع ہوتے ہیں۔ حضرات فقہاء نے قرآن و حدیث سے استنباط کرکے ایک مستقل ضابطہ اسکا بنادیا ہے جو اشباہ ونظائر میں

بعنوان الضرر یزال مذکور ہے اور اسکی بہت سی نظائر اس میں نقل کی گئی ہیں۔ الغرض ضرر عام کے ازالہ کیلئے بعض اوقات شخصی ضرر بھی شرعاً گوارا کرنا جائز ہے۔ چنانچہ ضرورت کے وقت حاکم شرع کو اختیار ہو جاتا ہے کہ ضروری اشیاء کی نرخ مقرر کر دے جس سے زائد قیمت پر فروخت کرنے کی کسی کو اجازت نہ ہو۔ (اشباہ والنظائر) تو وہ ضرر عام جسکے ازالہ میں کسی کا ضرر بھی نہیں بلکہ عدم النفع بھی نہیں صرف تقلیل نفع ہے اور وہ تقلیل بھی محض موہوم یعنی خیالی نفع سے کمی۔ تو ظاہر ہے کہ ایسی ضرر عام کو شریعت اسلامیہ کسطرح باقی رکھ سکتی ہے۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو دور حاضر کی عالمگیر بے چینی و اضطراب کے اس میں کوئی فقیر و غریب مطمئن نظر آتا ہے نہ امیر و کبیر اور کھیا مال کیلئے جائز و ناجائز طریقے ہر روز ایجاد ہوتے ہیں اسکا بہت بڑا سبب یہ بھی ہے کہ شریعت اسلامیہ نے جن منافع کو فی حکم باطل کر دیا تھا اور جو عامۃ الناس کا حق مشترک تھے انکو سرمایہ پرست حکومتوں اور انکے اعوان و انصار نے یا تو قبضا لیا اور یا ان کو تجارت کی منڈی بنا دیا کہ جو ٹیکس ادا کرے وہ اسکا مالک ہے۔ یہیں سے سرمایہ دار اور مزدور کی جنگ شروع ہوئی اور اشتراکیت کا خلاف فطرت جنون ردعمل کے طور پر میدان میں لایا گیا جس سے دوسری قسم کی آفات پیدا ہو گئیں۔ اور یقین ہے کہ جبتک اسلام کے سنہرے اور صاف و معتدل اقتصادی نظام کو اختیار نہ کیا جاویگا کبھی یہ اضطراب رفع نہیں ہو سکتا اور امن عامہ حاصل نہیں ہو سکتا اور وہ اصل نظام کیا ہے کہ جو چیزیں حق تعالیٰ نے وقف عام کر دی ہیں ان کو شخصی تملکات سے نکال دیا جائے اور جو چیزیں ملک خاص ہیں غیر مالک کو ان کی طرف نظر طمع نہ اٹھانے دی جائے مثلاً دریا اور اس میں پیدا ہونے والی تمام مخلوقات پہاڑ اور اس میں پیدا ہونے والی تمام اشیاء جنگلات اور قدرتی چشمے اور ان سے حاصل ہونے والی تمام چیزیں آزاد کر دی جاویں۔ تصنیف و ایجاد کا ناحق حق اٹھا کر محنت کرنے والے نوجوان کے لئے محنت کرنے والے کو نفع اٹھانے کا موقع دیا جاوے یہی وہ معتدل اقتصادی نظام ہے جو امن عامہ کا کفیل ہو سکتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ درحقیقت حق تصنیف و ایجاد کوئی ایسی چیز نہیں جو مملوک ملک خاص ہو سکے ایک شخص ایک کتاب یا کوئی نئی ایجاد دیکھکر اپنی ملک اور اپنی محنت سے اس کی نقل اتارے تو اس کو روکنا ایک امر مباح کو روکنا ہے جسکا وہ شخص حقدار تھا۔ اور ظاہر ہے کہ یہ روکنا ظلم نارواہے۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

تنبیہ:۔ بعض حضرات یہ عذر کرتے ہیں کہ رجسٹری کرانے میں مصلحت یہ ہے کہ تاجر عموماً تجارتی نفع کی خاطر تصنیف کو غائب اور مسخ کر کے چھاپ دیتے ہیں جس سے مصنف کا مقصد اصلی فوت ہو جاتا ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اس صورت میں مصنف کو شرعاً یہ حق پہنچتا ہے کہ ایسی طرح مسخ و محرف کر کے چھاپنے والے پر دعویٰ کرے کہ اس نے میری طرف ایسی چیز کو منسوب کیا جو فی الواقع میری نہیں اسلئے اسکو یا طباعت سے ممنوع قرار دیا جائے اور یا آئندہ احتیاط پر مجبور کیا جاوے لیکن عامۃ اشاعت کی ممانعت کا شرعاً کوئی حق نہیں ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کتبہ الاحقر محمد شفیع عفا اللہ عنہ دیوبند لآخر یوم من ذی القعدہ سنہ ۱۳۶۲ھ

Marfat.com

سُوَالاتٌ عَدِیدَہ
دَرْاَلاتٌ جَدِیدَہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امّا بعد۔ رسالہ البدائع المفیدہ کی طبع ثانی کے وقت مناسب معلوم ہوا کہ بہت سے آلات جدیدہ کے متعلق مفید سوال وجواب جو سیدی حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہٗ کے حوادث الفتاویٰ وغیرہ میں مذکور ہیں اُن کو بھی شامل رسالہ کر دیا جاوے کہ سبب مزید اضافہ ہے۔ چنانچہ اُن کو بالغاظہا نقل کیا جاتا ہے۔ واللہ سبحانہ ولی النفع والتوفیق

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ
جمادی الثانیہ ۱۳۶۴ھ

تحقیق سواری بائیسکل

سوال۔ بائیسکل گاڑی پر سوار ہونا کیسا ہے۔ ایک مولوی صاحب سے دریافت کیا تھا تو انھوں نے جائز فرمایا اب مجھ کو نامناسب غیر مناسب ہونے کا خیال ہے البتہ اس سواری میں دو باتیں ہیں۔ ایک عمدہ اور ایک بُری۔ عمدہ یہ کہ راستہ جلد ختم ہو جاتا ہے۔ بُرائی یہ ہے کہ اس پر سوار ہونے سے وہ انکساری نہیں ہوتی جو پیادہ چلنے میں پائی جاتی ہے۔؟

الجواب۔ اس سواری میں بظاہر اُتشبہ کا بھی شبہ ہو سکتا تھا مگر عند التامل اسکا عام ہو جانا اس شبہ کا مزیل ہے اب صرف یہ عارض اس میں محتمل رہا کہ اس سے عجب پیدا ہوتا ہے سو اسکا مقتضی یہ ہے کہ جس کو عجب ہو اُس کیلئے مکروہ ہے ہر ہر جز نہیں البتہ بعض مباحات صلحاء وثقات کے مناسب حال نہیں ہوتے سو بحالتِ موجودہ یہ سواری ایسی ضرور معلوم ہوتی ہے لہٰذا تجویز ناولیٰ ہے جبکہ صرف مصلحت کا درجہ ہو ضرورت کا نہ ہو اور اگر ضرورت ہو کہ مسافت زیادہ ہے اور وقت کم یا دوسری سواری میں صرف زیادہ ہوگا تو اس صورت میں خلاف اولیٰ بھی نہیں۔ ۴ صفر ۱۳۳۵ھ۔

کنویں کے نل کی ناپاکی

سوال۔ آج کل بعض نل جو کنویں کا کام دیتے ہیں ایجاد ہوئے اگر انکے اندر کوئی شخص پیشاب وغیرہ ڈال دے تو آیا یہ ناپاک ہو جاتے ہیں یا نہیں اور پہلی شق پر انکے پاک کرنے کی کیا صورت ہے۔؟

جواب۔ فی الدر المختار ینزح کل مائہا الذی کان فیہا وقت الوقوع بعد اخراج الاذا تعذر

الی قولہ وان تعذر نزح کلہا فیقدر ما فیہا وقت ابتداء النزح قالہ الحلبی ۲۱۸ تا ۲۲۰۔ اس روایت سے ثابت ہوا کہ نجاست کا واقع ہونا کنوئیں میں اُسکو نجس کر دیتا ہی سو اس میں بھی جب نجاست گرے گی ناپاک ہو جاویگا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وقوع نجاست کے وقت جس قدر پانی ہو اُس قدر نکالدینے سے وہ پاک ہو جاتا ہے۔ پس اس بنا پر نل کے اندر جس قدر پانی ہے اُس کے نکال دینے سے وہ پاک ہو جاویگا اور یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ نل کے نیچے زمین میں سے پانی کی آمد ہوتی ہے تو کیا وہ ناپاک نہ ہوگا۔ بات یہ ہے کہ وہ پانی ایسا ہے جیسا متعارف کنوؤں میں بھی ماوہ بھرے ہوئے پانی کے اُبلنے والا پانی ہوتا ہے مگر چونکہ وہ فی البیر نہیں ہے اُسکا اعتبار نہیں اسی طرح جو پانی بالفعل اس آہنی کنوئیں کے اندر نہ ہو گو بطور آمد کے نیچے سے بذریعہ مسامات ارض کے اُس کے اندر آجاتا ہو وہ معتبر نہیں البتہ اگر تجربہ سے یہ ثابت ہو جاوے کہ اُس نل کی جڑ میں پانی مجتمع رہتا ہے تو اُسکو نجس کہیں گے اور تخمینہ سے جب اس قدر نکل جاوے کنواں پاک ہو جاوے گا۔ اور عبارتِ مذکورہ سے ایک اور بات ثابت ہوئی کہ اگر اُس آہنی کنوے میں ایسی نجس چیز گر جاوے جو نکل نہ سکے تو اُس کا نکالنا معاف ہے پھر اس میں دو صورتیں ہیں یا تو وہ چیز ذی نجاست ہے جیسے ناپاک لکڑی یا ناپاک کپڑا یا عین نجاست ہے جیسے مردار کی بوٹی صورتِ اولیٰ میں بلا انتظار معاف ہے صرف پانی نکالنے سے پاک ہو جاوے گا۔ اور صورت ثانیہ میں اتنی مدت تک انتظار کریں کہ گمان غالب ہو کہ وہ مٹی ہو گیا ہو پھر پانی نکال دیں۔ فی الدر المختار بعد قولہ الا اذا تعذر کخشبۃ او خرقۃ متنجسۃ فی رد المحتار واشار بقولہ متنجسۃ الی انہ لابد من اخراج عین النجاسۃ میتۃ وخنزیر اھ ج قلت فلو تعذر ایضا ففی القہستانی عن الجواہر لو وقع عصفور فیہا فمجر وعن اخراجہ فما دام فیہا فنجسۃ فتترک مدۃ یعلم انہ استحال وصار حمأۃ وقیل مدۃ ستۃ اشہر اھ جلد ۱ ص ۲۱۹

سوال از انگلستان از اخبار مدینہ بجنور یکم فروری ۱۹۱۷ء

ذبح بطریق جدید

سوال خیال یہ پیدا ہو رہا ہے کہ جانور کو ذبح کے وقت بہت ہی کم تکلیف پہنچے اور ذبح کا کوئی ایسا طریق اختیار کیا جائے جس میں یہ امر حاصل ہو جائے اس غرض کے لئے ایک رائل سوسائٹی بنائی گئی ہے اور ذبح ہونے والے جانوروں کو تکلیف سے بچانے کے لئے ایک آلہ ایجاد کیا گیا ہے جس سے جانور کو بیہوش کر دیا جائے اور بے حسی کی حالت میں اس کو ذبح کیا جائے۔ اگر کوئی مسلمان اس حالت کے بعد جانور کو اپنے طریق پر ذبح کرے تو کیا ایسا جانور ذبح سمجھا جائے گا۔ جانور کے بے حس کئے جانے سے جانور مر نہیں جاتا۔ اُسکی نبض برابر قائم رہتی ہے۔ اگر جانور مر جائے تو دل کی حرکت بند ہو جانے سے نبض بند ہو جائے گی اور خون کا حصہ جسم میں رہ جائے گا لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ لہذا اسی حالتِ بیہوشی میں ذبح کرنے والا شاہ رگ کو کاٹ کر خون خارج کر سکتا ہے ایسے جانور بھی ذبح ہوئے ہیں جو بذریعہ آلہ کئی منٹ تک بیہوش پڑے رہنے کے

Marfat.com

بعد ذبح کئے گئے اور کافی خون نکلا۔ بہرحال استفتار کی صورت یہ ہے آیا اگر کوئی جانور ذبح کرنے سے پہلے بیہوش کر لیا جائے یعنی اُس کو درد کا احساس نہ رہے اور اس کے بعد ذبح کیا جائے ایسی صورت میں کہ اُس کے دل کی حرکت بھی قائم رہے اور نبض بھی اُس کی چلتی رہے اور ذبح بھی اسلامی طریق پر کیا جائے تو کیا ایسا جانور ذبیحہ سمجھا جائے گا۔ ممکن ہے کہ عنقریب یہاں (یعنی انگلستان) کا یہ قانون ہو جائے کہ کوئی جانور ذبح نہ ہو جبتک اس کو آلہ مذکور سے بے ہوش نہ کیا جائے۔ اس امر کی ابھی پوری اطلاع نہیں کہ یہ کس قسم کا ہے اور اس کو کس طرح استعمال کیا جاتا ہے آیا اس سے جانور کے کسی حصہ پر ضرب لگائی جاتی ہے یا کسی مخفی چیز سے اُسے بے ہوش کیا جاتا ہے۔

جواب۔ یہاں دو مقام پر کلام ہے ایک یہ کہ ایسی حالت میں ذبح کرنے سے جانور حلال ہوتا ہے یا نہیں۔ سو یہ فعل کسی شرط حلت کے منافی نہیں اور حیات پورے طور پر باقی ہے اس لئے بیان یہ ہے کہ جانور حلال ہو جاوے گا۔ الدر المختار ذبح شاۃ مرتدۃ فتحرکت او خرج الدم حلت والا لا لو رجیاتہ عند الذبح وان علم بحیاتہ حلت مطلقا وان لم تتحرک ولم یخرج الدم وھذا بیان فی متحنفۃ ومتردیۃ وبطیحۃ والی بقر الذئب بطنھا فذکاۃ ھذہ الاشیاء تحل وان کانت بحیث لا تعیش معہ خفیفۃ علیہ الفتوی لقولہ تعالی الا ما ذکیتم من غیر فصل فی رد المحتار قولہ فتحرکت ای بغیر عمل رجل وفتح عین عما لا یدل علی الحیوۃ قولہ او خرج الدم ای کما یخرج من المتی ان قول الامام وھو ظاھر الروایۃ قوا وعلیہ الفتوی خلافا لھما ص ۳۰۰ ج ۵۔ دوسرا کلام یہ ہے کہ نوعی فعل جائز ہے یا نہیں سو اس میں تامل یہ ہے کہ یہ دیکھنا چاہئے کہ اس آلہ سے آیا اس جانور کے کسی حصہ پر ضرب لگائی جاتی ہے یا کسی نشہ آور چیز سے اُس کو بے ہوش کیا جاتا ہے جیسا کہ سائل نے اس میں تردد ظاہر کیا ہے اور غالب طریق ثانی ہے سو اگر ایسا ہے تو یہ فعل حرام ہے لما ان الطریق الاول ذلہ فی الدر المختار مکروھات الذبح والمجوع بالسکین النخاع وھو عرق ابیض فی جوف عظم الرقبۃ وکرہ کل قطع یطول بہ الموت لفوات الراحۃ والسلخ قبل ان تبرد ای تسکن من اضطراب فی رد المحتار وقیل لنجعان یمد الیہ حتی یظھر برد الید وقیل ان تفسر عنقہ قبل ان یسکن من الاضطراب فان الکل مکروہ لما فیہ من تعذیب الحیوان بلا فائدۃ ھندیہ ج ۵ ص ۲۸۸، ۲۸۹۔ واما الطریق الثانی فلما فی الدر المختار وحرم الاستقاء بما و بسقی دواب ج ۵ ص ۲۴۴۔ اور اگر یہ دونوں طریقے نہیں بلکہ کسی اور طریق سے اُس جانور کے ساتھ کوئی ایسا سلوک کر دیا جاتا ہے تو وہ بھی دو وجہ سے ناجائز ہے اول اس وجہ سے کہ قبل ذبح بے ہوش ہونے کے اُس کے حواس سالم تھے اور بعد بے ہوش ہونے کے حواس کا بطلان یقینی نہیں بلکہ ممکن ہے کہ اس آلہ سے حرکت باعث ہو جاتی ہو۔

حواس باقی ہوں اور بطلان حرکت بطلان حس کو مستلزم نہیں ممکن ہے کہ اس آلہ کا اثر صرف جوارح معطل کردینے میں ایسا ہو جیسے کسی شخص کے ہاتھ پاؤں زور سے پکڑ کر اس کا گلا گھونٹ دیا جاوے تو اس کو حرکت نہ ہوگی مگر احساس ہوگا پس پہلے سے ذی حس ہونا یقینی اور اب زوالِ حس میں شک ہوگیا اور عقلی شرعی قاعدہ ہے کہ الیقین لا یزول بالشک پس بقاءِ حس کی صورت میں یہ آلہ زیادت تعذیب کا سبب ہوگا۔ اس لئے ناجائز ہے۔ اور خود حیوان متکلم نہیں جو اپنا حال بیان کرسکے اور انسان پر امتحان کرنے سے دھوکا نہ کھایا جاوے کیونکہ انسان اور بہائم کے بہت سے خواص باہم متفاوت ہوتے ہیں دوسرے اس وجہ سے کہ ایسا کرنے والا اس طریق کو طریق مشروع سے جس میں بے ہوش نہیں کیا جاتا یقیناً زیادہ مستحسن سمجھ کر طریق مشروع کو ناقص و مرجوح سمجھے گا۔ اور مخترع کو منصوص پر ترجیح دینا قریب بکفر ہے ان دو وجہ سے خود یہ طریق بدعت سیئہ و تحریف فی الدین ہونے کے سبب خلافِ شرع ہے پس ایسا قانون بنانا خلاف مذہبِ اسلام ہے۔ واضعان و حاکمان قوانین کو اطلاع دیکر درخواست کی جاوے کہ اہلِ اسلام کے لئے ایسا قانون مقرر نہ کریں جیسا کہ معاہدہ ہے۔ ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ

عدم جواز ورزش بطریق کفار

سوال۔ اس زمانہ کے انگریزی خواں لوگ جو پانوں سے گیند مارتے ہیں جسکو انگریزی میں فٹ بول کہا جاتا ہے یہ جائز ہے یا نہ۔؟

الجواب۔ فی المشکوٰۃ ص۳۳۸ عن علی رضؓ قال کانت بید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قوس عربیۃ فرای رجلا بیدہ قوس فارسیۃ قال ما ھذہ القھا وعلیکم بھذہ واشباھھا لحدیث رواہ ابن ماجۃ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طرق ورزش میں بھی تشبہ باہل باطل ممنوع ہے جبکہ دوسرے طرق ورزش کے اس محذور سے خالی پائے جاویں اور یہاں دوسرے طرق نافعہ بھی موجود ہیں لہذا یہ عمل ممنوع ہوگا اور اس میں غالباً جو اہل وعادت اور دین سے آزاد لوگوں سے جو اختلاط ہوتا ہے۔ وہ خود بھی مستقلاً وجہ منع کی ہے۔ ۱۲ ر جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ۔

کرکٹ فٹ بول

سوال۔ گذارش یہ ہے کہ ہمارے یہاں قصبہ راندیر میں بہت سے نوجوانوں کو کریکٹ یعنی گیند بلا کھیلنے کا بہت شوق ہے اور دن بدن اس کا شوق زیادہ ہوتا جاتا ہے اور یہ کھیل اہل یورپ کا ایجاد کردہ ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ وسیع میدان میں تیس چالیس قدم یا کم زاید پر تین تین لکڑیاں گاڑ کر ایک شخص لکڑیوں کے قریب کھڑا ہوتا ہے جو ایک لکڑی سے جس کو بیٹ کہتے ہیں دوسری جانب سے آنیوالی گیند کو روکتا ہے اور کئی دوسرے اشخاص دوسرے طریقہ سے اس کو روکنے کی کوشش کرتے ہیں۔ غالباً جناب کو اس کی تفصیل بخوبی معلوم ہوگی اس وجہ سے زیادہ لکھنا فضول خیال کرکے اصل مطلب عرض کرتا ہوں

وہ یہ کہ آیا یہ کھیل لہو ولعب میں داخل ہے یا نہیں اور اس کا کھیلنا شرعاً جائز ہے یا نہیں اکثر اشخاص بغرض تفریح و ورزش جسمانی کے خیال سے کھیلا کرتے ہیں نیز اس میں کسی قسم کی مالی یا بدنی امداد کرنا جائز ہے یا نہیں یہاں اس کھیل کی ایک انجمن ہے جس میں شرکاء چندہ دیتے ہیں اسکے ذریعہ سے اسکا ضروری سامان وغیرہ خریدا جاتا ہے اور نیز دوسرے شہروں سے جو لوگ مہمان آیا کرتے ہیں انکی ضیافت بھی اسی مد سے ہوا کرتی ہے۔ جواب سے ممنون فرماویں

الجواب فی المشکوۃ قبیل باب اٰداب السفر عن علیؓ قال کانت بید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قوس عربیۃ فرای رجلا بیدہ قوس فارسیۃ قال ماھذہ وعلیکم بھذہ واشباھھا بالحدید۔ رواہ ابن ماجۃ اس روایت سے معلوم ہوا کہ بلا ضرورت شدیدہ غیر مسلم قوموں کے آلات ورزش کا استعمال بھی مکروہ ہے اگرچہ حرمت کی کوئی دلیل نہیں اور اعانت ہر فعل کی اس فعل کے حکم میں ہے۔ ۳ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ۔

تحقیق مسافت قصر در سفر جہاز ہوائی

سوال۔ ہوائی جہاز میں اگر کوئی سفر کرے تو کتنی مسافت میں نماز کا قصر کرنا چاہئے؟

الجواب جس وقت احکام شرعیہ سفر کے متعلق موضوع ہوئے ہیں اس وقت سفر فی البر والبحر والجبل واقع تھا فی الہوا نہ تھا اور احکام تابع واقعات ہی کے ہوتے ہیں اس لئے شریعت میں نصاً یہ مسکوت عنہ ہے۔ لیکن شریعت میں اس کی ایک نظیر وارد ہے پس اس پر قیاس کر کے اس میں حکم دیا جاوے گا اور چونکہ قیاس مظہر ہے نہ کہ مثبت اس لئے اس حکم کو بھی حکم وارد فی الشرع کہا جاویگا وہ نظیر یہ ہے کہ حج میں جو مواقیت متعدد ہیں ان میں اہل نجد کے لئے قرن مقرر فرمایا گیا ہے جب حضرت عمرؓ کے زمانہ میں کوفہ و بصرہ فتح ہوا تو ان لوگوں نے عرض کیا کہ قرن ہماری راہ سے ہٹا ہوا ہے اور وہاں جانے میں مشقت ہے تو آپ نے فرمایا کہ اس کے محاذی مقام کو دیکھ لو چنانچہ ذات عرق مقرر ہوا۔ رواہ البخاری اور گو اس باب میں احادیث مرفوعہ بھی ہیں مگر اول تو وہ متکلم فیہا ہیں۔ دوسرے اس اجتہاد کے وقت حضرت عمرؓ کو اس کی اطلاع نہ تھی تو اتنا تو ثابت ہوا کہ حضرت عمرؓ نے اس میں اجتہاد سے کام لیا چنانچہ اسی جواز اجتہاد کی بنا پر ہمارے فقہاء نے فرمایا ہے کہ ومن کان فی بحر او بر لا یمر بواحد من المواقیت المذکورۃ فعلیہ ان یحرم اذا حاذی اخرھا ویعرف بالاجتہاد فان لم یکن بحیث یحاذی فعلی مرحلتین من مکۃ۔ فتح القدیر۔ پس اسی طرح یہاں اس مسافت ہوائی کے محاذی کو دیکھیں گے کہ بحر ہے یا بر یا جبل اور اس محاذی کی مسافت قصر کو دیکھیں گے اور اسی کا اعتبار اس مسافت ہوائی میں کر کے اس کے موافق حکم دیں گے احتیاطاً اس میں دوسرے علماء سے بھی رجوع کر لیا جاوے۔ ۷ ربیع ذی قعدہ ۱۳۳۵ھ۔

نماز در ہوائی جہاز

سوال۔ ہوائی جہاز میں جس وقت کہ وہ ہوا میں ہو خواہ چلتا ہو یا ٹھیرا ہوا اس میں نماز فرض جائز ہے یا نہیں۔؟

Marfat.com

الجواب۔ فی ردالمحتار ھو (ای السجود) لغۃ الخضوع قاموس وشرعا فی المغرب بوضع الجبھۃ علی الارض وفی البحر وحقیقۃ السجود وضع بعض الوجہ علی الارض نخ ج ۱ ص ۵۲۵ وفیہ تحت قول الدر المختار وان یجد حجم الارض مانصہ تفسیرہ ان الساجد لو بالغ لایستقل رأسہ بالغ من ذالک فصح علی طنفسۃ وحصیر وحنطۃ وشعیر وسریر وعجلۃ ان کانت علی الارض لاعلی ظہر حیوان کبساط مشدود بین اشجار نخ ج ۱ ص ۵۲۳۔ ان روایات سے معلوم ہوا کہ سجدہ میں وضع جبہہ یا وضع وجہ ارض پر شرط ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو چیز مستقر علی الارض ہو وہ تبعاً بحکم ارض ہے دو شرط سے ایک وجدان حجم بالتفسیر المذکور اور دوسرے بساط مشدود بین الاشجار پر جائز نہیں اور دوسرے یہ کہ وہ چیز جاندار نہ ہو کیونکہ جاندار میں بوجہ متحرک بالارادہ ہونے کے ایک گونہ استقلال ہے وہ مثل جمادات کے تابع للارض نہیں ہے۔ اسی لئے حیوان پر بلا عذر جائز نہیں اور سریر وعجلہ وغیرہ میں تبعیت مع دونوں شرطوں کے پائی جاتی ہے اس پر جائز ہے پس یہاں چار چیزیں نکلیں۔ ارض، سریر وعجلہ وغیرہ بساط مشدود، ومثل حیوان۔ اولین پر جائز ہے اور آخرین پر ناجائز الا بعذر فی الحیوان۔ بعد اس تمہید کے سمجھنا چاہئے کہ یہ تو ظاہر ہے کہ ہوائی جہاز ارض تو ہے نہیں اور بساط مشدود بین الاشجار کی مثل بھی نہیں بوجہ تفاوت وجدان وعدم وجدان حجم کے اب دو احتمال رہ گئے ایک یہ کہ مثل عجلہ کے ہو۔ دوسرے یہ کہ مثل حیوان کے ہو تو ظاہراً مثل عجلہ کے معلوم ہوتا ہے کہ بواسطہ ہوائے مستقر علی الارض کے وہ بھی مستقر علی الارض ہے مگر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ وہ ہوا پر مستقر ہے اور نہ ہوا ارض پر مستقر ہے چنانچہ ہوا کا میلان الی المحیط ظاہر ہے تو وہ ارض پر کیسے مستقر ہے اور انسال اور چیر ہے اور ہوا کا مادہ رقیقہ بھی جہاز کے ثقل کا معاوق نہیں ہو سکتا چنانچہ اگر آمیں سے گیس نکل جاوے تو فوراً زمین پر گر پڑے پس وہ حقیقۃً ارض پر غیر مستقر ہوا اور حیوان جو کہ حقیقۃً مستقر تھا مگر حکماً مستقر نہ تھا جب اس پر بلا عذر نماز جائز نہیں تو جہاز پر جو کہ حقیقۃً غیر مستقر ہے کس طرح نماز جائز ہوگی۔ الاعذار معتبرۃ فی الصلوٰۃ علی الحیوان حاصل جواب یہ نکلا کہ جن عذروں کے سبب اونٹ گھوڑے وغیرہ پر نماز جائز ہے اگر وہی عذر پائے جاویں مثلاً نزول میں خوف ہلاک وغیرہ ہو یا نزول پر قادر نہ ہو (اور یہ عذر اخیر جہازرانوں کے لئے جو کہ اس کے اتارنے یا ٹھیرانے پر قادر ہیں متحقق نہ ہوگا) تب تو اس پر نماز جائز ہے اور بدون ایسے عذر کے جائز نہیں (**دفع اشتباہ**) اس جہاز کو مثل دریائی جہاز کے نہ سمجھا جاوے کیونکہ وہ بواسطہ پانی کے مستقر علی الارض ہے اور اس کا استقرار پانی پر اور پانی کا استقرار ارض پر بالکل ظاہر ہے (**تنبیہ**) یہ جواب قواعد سے لکھا گیا ہے علماء سے امید ہے کہ اگر یہ جواب صحیح نہ ہو تو براہ نصح دین احقر مجیب کو مطلع فرماویں سمجھنے کے بعد اپنے جواب سے رجوع کر کے اسکو شائع کر دونگا۔ ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۳۴ھ

Marfat.com

نماز در ہوائی جہاز

سوال۔ بر ہوائی جہاز در حالت طیران او یا وقوف او در ہوا سجدہ کردن یا نماز فرض خواندن جائز است یا نہ۔ بینوا توجروا۔؟

الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ قال العلامۃ الشہستانی فی شرح مختصر الوقایۃ والسجود لغۃ ھو الخضوع وشرعًا وضع الجبہۃ علی الارض وغیرھا۔ انتھی وقال البحر شرح الکنز تحت قولہ وکرہ باحدھما او بکورعمامۃ من فصل اذا اراد الدخول فی الصلوۃ فی اثناء ما بسطہ وازاد ما یجد کما تجوز السجدۃ علی الارض تجوز علی ما ھو بمعنی الارض وما تجوز بہ تجمہ وتستقر علیہ و تفسیرہ وجدان المجمر ان الساجد لو بالغ لا یتسفل راسہ ابلغ من ذلک انتھی وفی الوقایۃ فی اخر باب صفۃ الصلوۃ فان سجد علی کورعمامۃ او فاضل ثوبہ او شئی یجد حجمہ وتستقر علیہ الجبہۃ جاز وان لم تستقر لا یجوز انتھی فالمرکب الھوائی ان کان مرکبا من اشیاء صلبۃ بحیث تستقر علیہ الجبہۃ ولا تتسفل بالتسفیل تجوز السجدۃ علیہ والظاھر انہ ملحق بالدابۃ کالسفینۃ السائرۃ والموقوفۃ بالشط الغیر المستقرۃ علی الارض فانہا ملحقۃ بالدابۃ کما یستفاد من رد المحتار قبیل سجدۃ التلاوۃ فالصلوۃ المکتوبۃ علی المرکب الھوائی لا تجوز بدون النزول کما ھو حکم الصلوۃ علی الدابۃ والسفینۃ السائرۃ وھل یلزم التوجہ الی القبلۃ ھھنا کما فی السفینۃ او لا کما فی الدابۃ۔ والظاھر انہ یلزم لان المرکب الھوائی بمنزلۃ البیت کالسفینۃ فان لم یمکنہ یمکث عن الصلوۃ الا اذا خاف فوت الوقت لما تقرر من ان قبلۃ العاجز جھۃ قدرتہ روما من حادثۃ الا ولھا ذکر فی کتاب من الکتب المعتبرۃ اما بعینہا او بذکر قاعدۃ کلیۃ تشتملہا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اشرف علی عفی عنہ

Marfat.com

فہرست مسائل رسالہ البدائع المفیدہ فی الصنائع الجدیدہ

مضمون	نمبر
آلہ مکبر الصوت کے شرعی احکام	۱
فصل اول آلہ مکبر الصوت کا استعمال دنیوی ضرورتوں میں۔	۲
فصل دوم آلہ مکبر الصوت کا استعمال عبادات مقصودہ میں۔	۴
چند مفید مقدمات۔ مقدمہ اول عبادات میں غلو اور تکلف مذموم ہے۔	۶
مقدمۂ ثانیہ اسلامی عبادات کا مبنی سادگی یسر و سہولت پر ہے۔	۸
کبوتروں کی ڈاک۔	۹
مقدمۂ ثالثہ استعمال آلات جدیدہ عبادات مقصودہ وغیر مقصودہ میں فرق۔	۱۰
تتمہ مقدمات اور آلہ مکبر الصوت کے احکام	۱۳
اصل چہارم مکبر الصوت کا استعمال تکبیرات نماز میں جائز نہیں۔	۱۷
آلہ مکبر الصوت کے متعلق سائنس کی تحقیقات محکمہ ریڈیو کا ذمہ دارانہ بیان اور مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی کی تحقیق۔	۲۰
ریڈیو پر تلاوت قرآن اور بعض علماء مصر کی تحقیق	۲۹
آلہ مکبر الصوت کے متعلق حضرت سیدی حکیم الامۃ کا مستقل رسالہ التحقیق الفرید۔	۳۳

مضمون	نمبر
استفتاء مع دلائل جواز و ضرورت استعمال مکبر الصوت اور نماز مع جواب دلائل برعکس	
جواب مسئلہ از حضرت حکیم الامت	۳۸
جواب مذکور پر مکرر استفسار اور سوالات	۴۰
جواب مکرر از ممدوح	۴۳
جواب از دار العلوم دیوبند مع تصدیق حضرت مدرس	۴۵
رسالہ المقالات الفریدہ فی الآلات الجدیدہ از حضرت حکیم الامۃ۔ گراموفون، ٹیلیفون ریڈیو کے احکام۔	۴۹
رسالہ دفع الحرج فی شناعۃ فلم الحج۔ از حضرت حکیم الامت جس میں حج فلم کی ملازمت اور احکام مذکور ہیں	۵۵
رسالہ کشف الظنون عن حکم الخط والتلغراف والتلفون۔ جس میں ثبوت ہلال وغیرہ کے متعلق خط اور ٹیلیگراف اور ٹیلیفون کے شرعی احکام پر مفصل ہے۔	۵۷ تا ۶۴
رسالہ تصحیح فی تقبیح القلم۔ بائسکوپ سینما وغیرہ کے احکام۔	۶۹
رفع الخلاف عن احکام فونوگراف۔ فونوگراف کی ایجاد پر تاریخی بحث پھر اس کے احکام شرعیہ مفصل۔	۷۳ تا ۸۰

مضمون	نمبر
کلمۃ القوم فی الانجکشن فی الصوم روزہ میں انجکشن مفسد روزہ نہیں اس کا مدلل بیان	۸۵ تا ۸۸
کشف السجاف عن وجہ فونوغراف فونوگراف کے متعلق عقلی اور نقلی تحقیق اور احکام شرعیہ مع جواب شبہات	۸۹ تا ۹۴
اباحۃ التقطیف لثمرات الصنعۃ والتصنیف کسی ایجاد یا تصنیف کو رجسٹری کرانا جائز ہے یا نہیں	۹۴ تا ۹۶
سوالات عدیدہ در آلات جدیدہ تحقیق سواری بائیسکل	۹۷
نل کے کنویں کی ناپاکی اور پاک کرنیکا طریقہ	۹۷
ذبح جانوراں بطریق جدید	۹۸
عدم جواز ورزش بطریق کفار	۱۰۰
کرکٹ اور فٹ بال	〃
تحقیق مسافت قصر در ہوائی جہاز	۱۰۱
نماز در ہوائی جہاز۔	〃
ایضاً نماز در ہوائی جہاز	۱۰۳

تتمہ

فہرست رسائل مستقلہ مندرجہ البدائع المفیدہ

مضمون	نمبر
آلہ مکبر الصوت کے شرعی احکام۔ از مولانا مفتی محمد شفیع صاحب	۱ تا ۲۸
ریڈیو پر تلاوت قرآن۔ ایضاً از موصوف	۲۹ تا ۳۲
التحقیق الفرید (در بارہ مکبر الصوت) از سیدی حضرت حکیم الامت	۳۳ تا ۴۸
المقالات المفیدہ فی الآلات الجدیدہ 〃 〃	۴۹ تا ۵۴
دفع الحرج فی شناعۃ فلم الحج 〃	۵۵ تا ۵۶
کشف الظنون عن حکم الخط والتلغراف والتلفون۔ از مولانا مفتی محمد شفیع صاحب	۵۷ تا ۶۸

مضمون	نمبر
تصحیح العلم فی تقبیح القلم۔ از حضرت حکیم الامت قدس سرہ	۶۹ تا ۷۲
رفع الخلاف عن احکام فونوغراف۔ از مولانا محمد شفیع صاحب	۷۳ تا ۸۴
کلمۃ القوم فی الانجکشن فی الصوم۔ 〃 〃	۸۵ تا ۸۸
کشف السجاف عن احکام فونوغراف 〃 〃	۸۹ تا ۹۴
اباحۃ التقطیف لثمرات الصنعۃ والتصنیف 〃 〃	۹۵ تا ۹۶
سوالات عدیدہ در آلات جدیدہ۔ از حضرت حکیم الامت؟ ترتیب مولانا محمد شفیع صاحب	۹۷ تا ۱۰۳

یہ رسالہ دوسرے مذہبی دینی کتابیں نیز قرآن مجید بارعایت ملنے کا پتہ:- کارخانہ اشاعت دیوبند ضلع سہارنپور

(بقیہ صفحہ ۴۸)

ریڈیو پر رُویتِ ہلال کی خبر

یہ مسئلہ ہر جگہ محل بحث بنا ہوا ہے کہ کسی شہر سے ریڈیو پر رویت ہلال کی خبر نشر کی جائے تو دوسرے شہروں پر حجت قابل اتباع ہے یا نہیں، اس کے متعلق عام ضابطہ تو وہی ہے جو زیر نظر کتاب کے رسالہ کشف الظنون میں ٹیلیفون وغیرہ کی خبر کے متعلق آپ کے سامنے آچکا ہے، لیکن اُس کی جدید صورتوں اور زیر غور تجاویز کے پیش نظر اس مسئلہ کے چند پہلو قابل بحث و نظر ہیں، جن کی تحقیق اور علماء اہل فتویٰ سے بحث و تمحیص کا سلسلہ جاری ہے، اگر کچھ زندگی باقی ہے تو انشاء اللہ مکمل تحقیق کے بعد اس کے متعلق بھی کوئی واضح فیصلہ پیش کیا جاوے گا ؎

ور بمرد یم عذر ما بپذیر　　اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ، ۱۷ صفر ۱۳۷۲ھ، ۲۵ اکتوبر ۱۹۵۲ء

بقیہ تصانیف حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم

السعیدین الشہیدین حضرت سعید بن مسیبؒ اور سعید بن جبیرؒ کے نہایت دلچسپ حالات زندگی، اللہ کے راستہ میں جانبازی اور حق کے لئے ہر قسم کی قربانی، حجاج ظالم کے ساتھ مکالمہ اور پھر عجیب طرح سے شہادت، قیمت ۶ر

درس عبرت ایک اندلسی عالم کا نہایت عبرت انگیز واقعہ درس و تدریس، مراقبہ و ذکر کے بعد ایک نصرانی لڑکی کے عشق میں نصرانی بن کر خنزیر چرانا اور پھر اسلام کی طرف لوٹنا اور لڑکی کا مسلمان ہو کر ان کی خدمت میں آنا نہایت دلچسپ واقعہ بطرز ناول، قیمت صرف ۱ر

رفع التضاد عن احکام الفساد حرمت فساد کے متعلق فساد نماز و عدم فساد کے جھگڑوں کا فیصلہ، قیمت ۲

جوامع الکلم یعنی مختصر چہل حدیث، قیمت ایک آنہ، بغرض ثواب مفت تقسیم کرنے کے لئے آٹھ آنہ سیکڑہ میں اور دو روپیہ کے سو ہدیہ دیئے جاتے ہیں،

دعاوی مرزا رد قادیانی کی لاجواب کتاب ہے جس میں مرزا جی کی چوالیس مہمل اور متضاد دعوے خود اُن کی کتابوں سے مع نقل عبارات و حوالہ صفحات لکھے گئے ہیں،
قیمت صرف ۳ر

ختم نبوت اردو حصہ اول (ختم النبوت فی القرآن) جس میں سو آیات قرآنی سے ختم نبوت کا ثبوت اور مرزائیوں کے شبہات کا ازالہ ہے قیمت ۸ر

حصہ دوم (ختم النبوت فی الاحادیث) جس میں دو سو احادیث پیش کی گئی ہیں، قیمت ۸ر

حصہ سوم (ختم النبوت فی الآثار) جس میں سیکڑوں اقوال صحابہؓ تابعین اور اجماع اور عقلی دلائل اور توراۃ و انجیل سے تقریرات سے ختم کا ثبوت دیا گیا ہے، قیمت ۱۲ر

ہدیۃ المہدیین فی آیۃ خاتم النبیین رسالہ ختم نبوت کے تینوں حصوں کا خلاصہ عربی زبان میں قیمت ۱ر

مسیح موعود کی پہچان اس رسالہ میں ان تمام نشانات اور علامات کو ایک نقشہ کی صورت میں جمع کر دیا گیا ہے جو آیات قرآنی اور احادیث نبویہ میں مسیح موعود کے لئے وارد ہوئی ہیں، قابل دید رسالہ ہے قیمت ۴ر

آداب المساجد مسجد کے فضائل و آداب، احکام اور ان کاموں کی مفصل کیفیت جو مسجد میں ناجائز یا مکروہ ہیں، مع ضمیمہ "داب المساجد فی آداب المساجد" از حضرت مجدد الملۃ حکیم الامۃ مولانا تھانویؒ، قیمت ۶ر

Marfat.com

آداب الاخبار آج کل موجودہ اخبار جو دہریت اور بے دینی کی طرف چل رہے ہیں اُن کے لئے شرعی دستور العمل ۲ر

الاجر الجزل فی الغزل یعنی چرخہ کاتنے کی فضیلت، احادیث اور عمل سلف سے، یہ رسالہ دراصل شیخ جلال الدین سیوطی کے ایک رسالہ کی اردو شرح ہے ۲ر

آداب السفر سفر کے تمام احکام اور آداب اور دعائیں جو سفر کے موقع بموقع پڑھنے کے لئے تلقین فرمائی گئی ہے، پسند فرمودہ حضرت مولانا تھانوی رح قیمت ار

التصویر لاحکام التصویر تصویر کشی اور تصویر مکان میں رکھنے کی تحقیق اور اس کے احکام جو نصف دھڑ کی تصویر اور چھوٹی چھوٹی تصویروں اور بچوں کی گڑیوں وغیرہ کے متعلق احکام فقہیہ شرعیہ مع دلائل از قرآن وحدیث نہایت تحقیق کے ساتھ لکھا گیا ہے، جس کے آخر میں نئے فیشن کے شبہات کا بھی منصفانہ جواب، قیمت ۸ر

مساوات اسلامی کی حقیقت جس میں تمام اقوام عالم کے مقابلہ میں اسلامی مساوات کا نمونہ پیش کیا گیا ہے تفاخر بالانساب کی قباحت قرآن وحدیث سے واضح کی گئی ہے، انساب اور پیشوں کا باہمی تفاضل ونکاح میں کفارت کے اعتبار پر مکمل بحث ہے، مع ضمیمہ رسالہ "وصل السبب فی فصل النسب" مصنفہ حضرت حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب، قیمت ۶ر

آداب الشیخ والمرید شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کے ایک رسالہ کی اردو شرح جس میں پیر ومرید کے نہایت اہم اور ضروری آداب مذکور ہیں، جن سے آج کل عام طور پر لوگ غافل ہیں، مع حواشی مفیدہ وتقریظ وتصدیق از سیدی ومرشدی حضرت حکیم الامت مجدد الملۃ مولانا تھانوی رح، قیمت صرف ۴ر

الدر المنضود فی اسانید شیخ الہند محمود (بزبان اردو) حضرت شیخ الہند رح کی اسانید حدیث کو مع مختصر حالات بزرگان دار العلوم دیوبند جمع کیا گیا ہے، اور رسالہ "الیانع الجنی" کا ضمیمہ بنا دیا گیا ہے، قابل دید ہے،

قیمت صرف ۲ر

ذوالنون مصری حضرت ذوالنون مصری جو مشہور عارفین ومحققین میں ہیں اور جن کے نام نامی سے شاید ہی کوئی لکھا پڑھا مسلمان ناواقف ہو، اُن کے سوانح حیات اور ملفوظات کو نہایت مستند تاریخ ابن عساکر سے اردو میں ترجمہ کرکے جمع کیا ہے،

قیمت صرف ۴ر

آلہ مکبر الصوت کے شرعی احکام مسمّٰی استعمال الآلۃ الجدیدۃ لاستماع الاصوات البعیدۃ مع رسالہ حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ،

قیمت صرف ۱۰ر

گناہ بے لذت

اس رسالہ میں ایسے گناہوں کو لکھا گیا جن میں کوئی ظاہری لذت بھی نہیں اور نہ کسی معاشی ضرورت کی مجبوری ہے، محض غفلت، بے پرواہی سے لوگ ان میں مبتلا ہیں، بہت سے گناہوں کے متعلق نفس یہ حیلہ کرتا ہے کہ مجبوری سے اُن میں مبتلا ہیں، مگر یہاں وہ حیلہ بھی نہیں، بلاوجہ لوگ اُن کے وبال میں گرفتار ہیں اگر ذرا بھی فکر کریں تو ان گناہوں کو فوراً چھوڑ سکتے ہیں اور ان کو چھوڑ دیا تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ بقایا گناہوں سے بچنے کی بھی توفیق عطا فرمائیں گے اس رسالہ میں قرآن وحدیث سے اُن گناہوں کے سخت وبال وعذاب کو بھی بیان کر دیا گیا ہے اور آخر میں ایک دوسرا مستقل رسالہ صغائر وکبائر گناہوں کی فہرست کا لگا دیا گیا ہے جس سے تمام گناہوں کی تفصیل معلوم ہو جائے،

قیمت مجلد ایک روپیہ

یہ کتابیں اور ہر قسم کی مذہبی کتابیں ملنے کا پتہ:- دار الاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ بندر روڈ کراچی ۱

Marfat.com

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

البدائع المفیدۃ
فی حکم الصنائع الجدیدۃ

یعنی

آلاتِ جدیدہ
کے
شرعی احکام

مؤلفہ

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدیر دارالعلوم کراچی

رکن مجلس تعلیمات اسلام دستور ساز اسمبلی پاکستان کراچی

جس میں لاؤڈ اسپیکر، ریڈیو پر تلاوت، فلم، ٹاکی، بائسکوپ سینما، گراموفون، فوٹو، ہوائی جہاز، ریڈیو، ٹیلیفون، تار وغیرہ آلات جدیدہ کے ذریعہ رویت ہلال کی خبروں کے اور دوسرے آلات جدیدہ کے متعلق مسائل و احکام مذکور ہیں

ناشر

دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ بندر روڈ کراچی ۱

قیمت ایک روپیہ چار آنہ

Marfat.com